آہنگ حجازی

مصنفہ

لسان القوم مولانا صفیؔ لکھنوی مدظلہ العالی

یہ نظم

متعلق جلسہ بنائے شیعہ کالج

بمقام

موتی محل لکھنؤ ۲۴- اپریل سنہ ۱۲ء کو

پڑھی گئی

در مطبع گلشن فیض باہتمام واجد حسین عرف کلن طبع شد

لکھنؤ - ری بٹان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ پھول کھلا پنکھڑیان جس سے زمین مہکا
چمکا وہ جھمکی سبز شعاعون کا ستارہ

صد شکر ہوئی زندگی قوم دوبارہ
ابرو سے ہے اس بزم ہلالی کا اشارہ

تیرہ صدیان گذرین جب آیا ہے یہ موقع
پہلے ہی پہل ہم نے تو پایا ہے یہ موقع

یہ بیل ہے وہ بیل جو چھٹتی رہی برسون
یہ نسل ہے وہ نسل جو گھٹتی رہی برسون

مرکز سے نظر دور ہی ہٹتی رہی برسون
پانسے یونہین تقدیر پلٹتی رہی برسون

اُسوقت کھلی آنکھ کہ جب دم ہے لبون پر
وہ حوصلا باقی نہ وہ ہمت نہ وہ تیور

عیسیٰ نفسی کی ہمین ساقی ہے ضرورت | قائم رہے تا دیر ترا دور حکومت
ہے عام ترا فیض بہر مذہب و ملت | ہم پر بھی ذرا اک نظر چشم عنایت
حقدار ہین پیمانۂ انعام کے ہم بھی
ہم بھی ہین ادھر دیکھ ترے کام کے ہم بھی

توبہ شکن انداز سے اک جام ادھر بھی | بیٹھے ہین بڑی دیر سے ناکام ادھر بھی
ہو جاے ترے میکدہ کا نام ادھر بھی | ہین منتظر دور مے آشام ادھر بھی
اب تشنہ دہنون کو نہین ضبط کا یارا
دے کوئی چھلکتا ہوا پیمانہ خدارا

گلزار تشیع پہ خزان آئی ہوئی ہے | ہر دل کی کلی دیکھ کے مرجھائی ہوئی ہے
افلاس کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی ہے | جو آنکھ ہے ذلت سے وہ شرمائی ہوئی ہے
اُس باغ مین جاری تھین جہان علم کی نہرین
خاک اڑتی ہے ہر وقت اب اٹھتی نہین لہرین

سوتے تھے بچھائے ہوئے غفلت کا پرکھٹ — اک بار جو لی طالع خوابیدہ نے کروٹ

محسوس ہوئی رہرو دو نیکے پاؤنکی آہٹ — دلمین یہ خیال آیا کہ اُٹھ بیٹھیے جھٹ پٹ

جاگے مگر افسوس بہت دیر مین جاگے

ساتھی جو ہمارے تھے وہ سب بڑھ گئے آگے

پھر قائم ہو نگاہون مین جس انداز کی تصویر — کیا دیر ہے اب جلد عمارت ہو وہ تعمیر

اُبھرے ہوئے حرفون مین ہو رو کار پہ تحریر — سردار جوانان جنان شبر و شبیر

طرہ سے میان دبدبۂ کج کلہی ہو

ایوان مین حدیث نبوی گونج رہی ہو

پیدا ال ہلالی ہوئی پر زور صدائین — کچھ یاد ہین یا قوم تجھے یاد دلائین

کیا فائدہ وقتی ہے اگر جوش دکھائین — ہم ڈوبکے اُبھرے ہین جو پھر ڈوب جائین

کم زور سہی۔ ہاتھ بڑھاؤ تو خدا را

کافی ہمین اِسوقت ہے تنکے کا سہارا

ای جلوه پرستان بہار گل و شبنم   زخمون کے لئے اپنے بنو آپ ہی مرہم

مایوس نہو اس سے کہ تعداد مین ہو کم   دل کے لئے کثرت نہین ہمت ہے مقدم

میدان ترقی مین کمر باندہ کے اُٹھو

سب ایکطرف شست نظر باندہ کے اُٹھو

وہ منزل مقصود ہے وہ منزل مقصود   اس راہ کو طی کر لو اگر کچھ ہے دم و دود

تعلیم پہ موقوف ہے ہر قوم کی بہبود   دروازۂ خیر و برکت ورنہ ہے مسدود

آہستہ روی چھوڑ دو آہستہ خرامو

مردانہ قدم ہان شہ مردانکے غلامو

زنہار مناسب نہین اب سستی رفتار   نواب قزلباش ہین جب قافلہ سالار

سب ملکے مہیا تو کرو درہم و دینار   کالج کی عمارت ابھی ہو جائیگی تیار

جھنڈے کا اشارہ ہے کہ اثنا عشری ہون

بنیاد ترقی۔ سبب ناموری ہون

مقدار ضرورت ہمین جسکی ہے سر دست — ایسی تو نہین سنکے جسے حوصلے ہون پست

کیا گر صفت مار بسر گنج ہین پابست — قالین کے نہین شیر تو شیرانہ کرین جست

کچھ معرکہ مین ہمت مردانہ دکھائین

کیون دور ہی سے شیشہ و پیمانہ دکھائین

آراستہ پھر بزم ہے پھر جمع ہین احباب — ساقی نے مہیا کئے پھر عیش کے اسباب

پردہ سے ہوئی شب کے عیان صبح جہانتاب — تعبیر ملی اسکی جو ہم دیکھتے تھے خواب

سنتے ہین بڑے دور مین خم خانہ بنیگا

ہم خانہ بدوشون کا بھی کاشانہ بنے گا

بیدار ہو بیدار گئی رات بڑھا دن — لبریز تجلی ہین بیوت اور اماکن

خورشید جلالت ہے مربی و معاون — کرسی پہ صدارت کی ہے آکر متمکن

ہم اور بلا علان یہ آہنگ حجازی

ہے دولت برطانیہ کی ذرہ نوازی

مسعود ہے یہ عہد بہت اور مبارک
مسٹن سے گورنر کا ہمین دَور مبارک
اصلاح پہ اپنی نگہ غور مبارک
کھلنا درِ کالج کا بہر طور مبارک
دیکھوں تو اثر ہے مری آواز مین کتنا
اور زور تمہارے پر پرواز مین کتنا

جتنے کہ ہین ذی مقدرت و صاحب دولت
اِس کام مین لین حصہ باندازۂ ہمت
بنوائے ہر اک شخص جو اک جزو عمارت
بنجائے اسی سال یہ تعمیر بعجلت
ملحوظ رہے مسئلہ تقسیم عمل کا
بٹ جائے گا جب بوجھ تو ہو جائیگا ہلکا

جو جسکو بنانا ہو بہر حال بنائے
ایوان کوئی آئینہ تمثال بنائے
منسوب بہ مسٹن کوئی اک ہال بنائے
ہر زاویہ کو منظر اجلال بنائے
اِسوقت اراضی یہ گھری ہے جو کئی گز
اس دائرہ کا نقطۂ تعلیم ہے مرکز

اے قوم ہو دل کے لئے کچھ اور اثرِ نقد — وعدوں کے عوض کاش کوئی دے خبرِ نقد
بارہ نہ سہی دس ہی سہی دیجے زرِ نقد — ہر عزت و توقیر یہاں ہے ثمرِ نقد

جس قوم کے امکان میں دینا کچھ نہیں ہے
اُس قوم کی دنیا میں کوئی ساکھ نہیں ہے

جو کچھ ہو بس انداز رقم جلد نکالو — کالج کوئی مشکل نہیں جب چاہے بنالو
کہنہ چمنستان کے اسے تازہ بنالو — گرتی ہوئی دیوار کو للہ سنبھالو

کالج کی بنا خواہ یہاں ہو کہ وہاں ہو
کالج ہو تمھارا وہ جہاں چاہے جہاں ہو

بہتر تو یہی ہے کہ یہ کالج ہو لبِ گنگ — اُس کوہ کے دامن میں فضا جس کی ہو نہ تنگ
آئینۂ صحت پہ جہاں آ نہ سکے زنگ — کیوں آب و ہوا و طبیعت میں ہو جنگ

ہر چند کہ تعلیم کسی شے سے نہیں کم
صحت مگر اس سے بھی ہے واللہ مقدم

یہ چھاؤنی چھائی ہوئی صوبے میں جہاں ہو	تفریح کا ورزش کا بھی ساماں وہاں ہو

دل سے ہمہ تن خیر طلب ہر نگراں ہو	نواب قزلباش سا اک روح رواں ہو

کالج کے جو پروردۂ آغوش ہوں بچے

ضدی نہ وہ احسان فراموش ہوں بچے

سرکار کی اپنے ہوں وفادار رعیت	دینی بھی انھیں درد ہو قومی بھی حمیت

پیدا کریں اقوام معاصر سے محبت	پہونچے نہ کسی قلب کو بھی ان سے اذیت

ہوں جادۂ تعلیم پہ سرگرم تگ و دو

اسطرح کہ ہر نقش قدم دینے لگے ضو

ہوں تربیت خاص سے پروردہ جو اطفال	اخلاق کے سانچے میں ڈھلیں انکے سب افعال

تعلیم میں تہذیب میں یکساں ہوں خط و خال	آراستہ پیراستہ ہر نخل بس اک ڈال

عقبیٰ کا بھی پہلو لئے دنیا کا بھی پہلو

تا حد مشام آئے ہر اک پھول کی خوشبو

دنیا کے چمن میں گل بے خار ہوں ثابت — وہ طرز روش ہو کہ خوش اطوار ہوں ثابت

ہرگز متعصب نہ دل آزار ہوں ثابت — سرمست ولا ہو کے بھی ہشیار ہوں ثابت

مسکین مگر اسطرح سے ہوں تنگ نہ جائیں

ابنائے زمانہ انھیں آنکھوں پہ بٹھائیں

ساقی تری سرکار کے رندان سمنور — اسٹیج پہ آئے تھے زبان قوم کی بنکر

ٹوٹا ہوا دل ساتھ نہ شیشہ ہے نہ ساغر — میخانہ سلامت ہے گھر جاتے ہیں اب گھر

کالج کا ترے کام بہر طور چلے گا

زندہ ہیں تو اس بزم میں پھر دور چلے گا

ایسٹر منڈے ہے ساقی عید معراج مسیح — **قطعہ** — تا سپہر مہر عالمتاب منہاج مسیح

بحر و بر میں ہر جگہ گونجی ہوئی ہے یہ صدا — دولت برطانیہ ہے گوہر تاج مسیح

نقش ہر گوشہ پرچم پہ مظفر منصور — **قطعہ** — ثبت ہر دامن بیرق پہ مبارک باشد

کالج کی موج ظفر موج ظفر مند پھرے — فتح کا تاج سر حق پہ مبارک باشد